Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

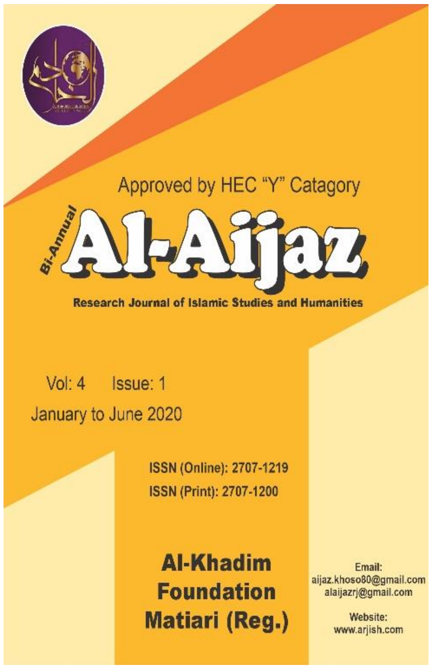

TOPIC:

Elimination of Mutual Conflicts in the light of Seerat-un-Nabi (SAW)

AUTHORS:

1. Saba Nasira, Research Scholar, Shaikh Zaid Islamic Centre, University of Karachi.

How to cite:

Nasira, S. (2020). U-24 Elimination of Mutual Conflitics in the light of Seerat-un-Nabi (SAW). Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities, 4(1), 343-356.
https://doi.org/10.53575/u24.v4.01.343-356
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/179

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 343-356
Published online: 2020-06-30

باہمی اختلاف کا خاتمہ سیرت النبی ﷺ کے آئینے میں

Elimination of Mutual Conflitics in the light of Seerat-un-Nabi (SAW)

Saba Nasira*

Abstract
When prophet hood was bestowed upon Hazrat Muhammad, Arab was divided into several tribes and nations. They used to fight and kill each other over small matters. The holy prophet through divine message brings consensus not only within Arabs but also on international level. He set such behaviors and principles which unify people and resolve their disagreements. Even today if we follow those ways then we can bring peace between Muslims and between the other nations of the world.
Keywords: Disagreement, Unify, Divine message, Consensus, Reconcilement, Reconcilition.

اختلاف کے لغوی معنی ناموافقت کرنا، خلاف کرنا، عداوت، دشمنی، ضد، ہٹ یا تعصب کے ہیں اس کی جمع اختلافات ہے [1]

اختلاف کی ضد اتفاق واتحاد ہے جس کے معنی یگانگت، ملاپ، دوستی، ایکا، محبت، میل جول اور باہمی موافقت ہے [2]

اختلاف ایک وسیع المعانی اور کثیر الاستعمال لفظ ہے جو دو افراد یا دو گروہوں یا جماعتوں کے مابین اُن ذہنی اور فکری فاصلوں کو ظاہر کرتا ہے جن سے ان قوموں کی تشکیل و تعمیر ہوئی ہے۔ یہ لفظ ایک طرف تو انسانی سوچ میں تنوع رنگارنگی اور توسیع کو ظاہر کرتا ہے، تو دوسری طرف انسانوں کے مابین لڑائی، جھگڑوں، قتل و غارت گری، دنگا اور فساد کا مظہر ہے [3]

رائے عامہ کی نظر میں اختلاف کا لفظ جھگڑا فساد، اشتعال، انتشار، دشمنی، ہٹ دھرمی، قومی افراط و تفریط، مذہبی تعصبات اور شرعی امور پر نظر یاتی فرق ہے حقیقت حال یہ ہے کہ اختلاف مثبت اور منفی دونوں زاویوں کی عکاسی کرتا ہے اختلاف برائے اختلاف اور اختلاف برائے تقسیم ضرور رساں جبکہ اختلاف برائے بہتری و اصلاح منفعت بخش ہے۔

انسانی معاشرے میں مندرجہ ذیل اختلافی صورتیں عام طور پر سامنے آتی ہیں۔

۱۔ انسانی رنگ، نسلی، طبقاتی، مزاجی و شکلی اختلاف۔

۲۔ قومی و مذہبی اختلاف۔

۳۔ حصول دولت و طاقت پر اختلاف۔

۴۔ تہذیبی و تمدنی اختلاف۔

۵۔ ہم مذہبی فکری اختلاف۔

دین اسلام ہر طرح کے اختلاف کو پسند کرتا ہے یہاں تک کہ مختلف اقوام پر مختلف شریعتیں نازل کیں اور مختلف انبیاء ورسل مقرر فرمائے

* Research Scholar, Shaikh Zaid Islamic Centre, University of Karachi.

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لکل جعلنا منکم شرعة ومنها جا ط ولوشاء الله لجعلکم امة واحدة ولکن لیبلوکم فی ما اتکم فاستبقوا الخیرات ط[4]

ترجمہ: ہم نے تم سب کیلئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اُس میں تمہیں آزمائے تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو۔

اس آیت میں شرائع انبیاء میں جزوی اختلاف اور اسکی حکمت کو بیان کیا گیا ہے۔

معارف القرآن میں اِس آیت کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ "یعنی ہم نے تم میں سے ہر طبقہ کے لئے ایک خاص شریعت اور خاص طریق عمل بنایا ہے جس میں اصول مشترک اور متفق علیہ ہونے کے باوجود فروعی احکام میں کچھ اختلاف بمصلحت ہوتے ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس کیلئے کچھ مشکل نہ تھا کہ تم سب کو ایک ہی اُمت ایک ہی ملت بنا دیتا سب کی ایک ہی کتاب ایک ہی شریعت ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لئے پسند نہیں کیا کہ لوگوں کی آزمائش مقصود تھا۔[5]

انبیاء کی امتوں میں شرعی اختلاف تخلیق کائنات کی حکمت و مصلحت ہے جس کی اتباع میں رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی امت میں اختلاف رائے کو پسند فرمایا اور دیگر مذاہب کے مابین اختلافات کو اتفاق و اتحاد سے جوڑنے کی کوشش فرمائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اختلاف امتی رحمة"[6]

ہر انسان کے فکری زاویے رجحان و میلانات کا مختلف ہونا قدرت کی بناوٹ ہے اور انسانی معاشرے کی ایک مثبت علامت بھی کہ ہر شخص اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے غور و فکر کرتا ہے، اس طرح اختلافی نکات سامنے آتے ہیں، لیکن ان اختلافات میں ایک نکتہ مشترک ضرور پوشیدہ ہوتا ہے جو وجہ اتفاق و اتحاد بن سکتا ہے۔

رسول اللہ حضرت محمد ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ سے ہر طرح کے اختلاف کو اتحاد میں بدل دیا اور سخت اختلاف کے باوجود اتفاق کی ایسی مثالیں قائم کیں جو رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لئے مشعل راہ ہیں۔

قبل از اسلام عرب قوموں اور قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے، سرداری، اعلیٰ نسبی، دولت و طاقت ان کے درمیان برتری و سبقت کا معیار تھا چھوٹی چھوٹی باتوں پر اختلاف اور جنگ وجدل اُنکی زندگی کا حصہ تھا۔ ایسے جاہل و تاریک معاشرے میں آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کو اللہ کا یہ پیغام دیا کہ۔

"اقرا باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق"[7]

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو جمے ہوئے خون سے۔

وحی الٰہی نے برتری کے ان تمام پیمانوں کو توڑ دیا جو حسب نسب رنگ و دولت پر قائم تھے اور بنی نوع انسان کو یہ پیغام دیا کہ نام، شکل صورت

سوچ و مقام میں اختلاف کے باوجود تم میں ایک بات متفق ہے کہ تمہیں تمہارے رب نے خون سے پیدا کیا۔

قرآن کریم نے مزید مطلع کیا۔

''یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعار فواط ان اکر مکم عند اللہ اتقکم''[8]

ترجمہ: اے لوگوں ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا، تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو۔ بے شک تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔

اس آیت قرآنی کی روشنی میں آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ نے نہ صرف عربوں بلکہ تمام انسانوں میں خود ساختہ امتیازات کو مٹا دیا اور عرب و عجم کے اختلاف کو بھی برابر کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ، صہیب رومی رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو عجمی غلام و صحابہ تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر معززین سے کسی طرح کم حیثیت نہ تھے۔

غزوہ احزاب کے موقع پر جب اکابر صحابہ سے مشورہ ہو رہا ہے کہ باہر سے آنے والی قوی و کثیر فوج کا کس طرح مقابلہ کیا جائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (عجمی غلام) کی خندق کھودنے کی تجویز قبول کی گئی جس کی بدولت اس غزوہ میں فتح ہوئی۔ آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کی۔ خود آپ ﷺ نے مختلف قبیلوں اور قوموں میں شادیاں کیں اور عربوں کے باہمی اختلاف کو مٹا دیا۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا۔

''ایھا الناس ان ربکم واحد و ان اباکم واحد الا لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لاسود علی احمرالا بالتقوی''[9]

ترجمہ: اے لوگوں! تم سب کا پروردگار ایک ہے اور تم سب کا باپ بھی ایک ہے۔ کوئی فضیلت نہیں عربی کو عجمی پر، نہ گورے کو کالے پر نہ کالے کو گورے پر سوائے تقویٰ کے۔

رسول عربی ﷺ نے تمام عرب و عجم کے باہمی اختلاف کو ایک نکتہ اتحاد یعنی تقویٰ پر جمع کر دیا۔

رسول اللہ حضرت محمد ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ سے ہر طرح کے اختلاف کو حصول نبوت سے پہلے بھی اتفاق میں بدلنے کی کوششیں کیں اور ایسی روشن مثالیں قائم کیں جو رہتی دنیا تک نبی نوع انسان کے لئے مشعل راہ ہیں۔

لڑائیوں کے متواتر سلسلے سے عربوں کے درمیان اکثر خونی جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ ان جنگوں میں حرب فجار بہت مشہور ہے جو قریش اور قیس کے قبیلے میں ہوئی۔

''جنگ فجار کے بعد لوگوں کو ان کے تباہ کن نتائج کا احساس ہوا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے چچا زبیر بن عبد المطلب کی تحریک پر بنی زہرہ اور بنی

تمیم نے آپس میں معاہدہ کیا کہ وہ ملک میں امن امان قائم کرنے کی کوشش اور مسافروں کی حفاظت اور غریبوں کی امداد کریں گے اور مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے چھڑائیں گے آنحضرت ﷺ اس معاہدہ میں شریک تھے اور اس کو اس قدر پسند فرمایا تھا کہ زمانہ اسلام میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ اگر اس معاہدے کے بدلے مجھے سرخ اونٹ دیئے جاتے تو بھی میں نہ لیتا اور آج بھی اس قسم کا معاہدہ ہو تو شرکت کیلئے تیار ہوں''[10]

چھوٹی چھوٹی باتوں پر عربوں کا اختلاف اور اس پر سلسلہ وار جنگیں آپ ﷺ کو سخت ناپسند تھیں آپ ﷺ خلق خدا کی باہمی مخالفتوں کو امن وامان میں بدلنے کی اتنی رغبت رکھتے تھے کہ دنیا کی کوئی نعمت اس سے زیادہ بھلی نہ معلوم ہوتی تھی۔

خانہ کعبہ ہر دور میں عربوں کے لئے مقدس مقام رہا ہے نشیبی مقام اور بارشوں کی وجہ سے جب مخدوش ہو گیا تو قریش کو اسکی تعمیر کی فکر ہوئی۔ ولید بن مغیرہ نے جدہ سے ٹوٹے ہوئے بحری جہاز کے تختے خریدے اور ایک رومی معمار جو اس جہاز میں سوار تھا تعمیر کعبہ کی غرض سے ساتھ لایا اب قریش کے ساتھ مل کر کعبہ کی تعمیر شروع ہوئی۔

"علامہ شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ میں رقم طراز ہیں کہ مختلف قبائل نے عمارت کے مختلف حصے آپس میں تقسیم کر لیے تھے کہ کوئی اس شرف سے محروم نہ رہ جائے لیکن جب حجر اسود نصب کرنے کا موقع آیا تو سخت جھگڑا پیدا ہو گیا۔۔۔ یہاں تک نوبت آئی کہ تلواریں کھنچ گئیں۔ عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی شخص جان دینے کی قسم کھاتا، تو پیالہ میں خون بھر کر اُس میں انگلیاں ڈبو لیتا تھا۔ اس موقع پر بھی دعوے داروں نے یہ رسم ادا کی چار دن تک یہ جھگڑا برپا رہا پانچویں دن ابوامیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ معمر تھا رائے دی کہ کل صبح کو سب سے پہلے جو شخص آئے وہی ثالث قرار دے دیا جائے گا۔۔۔ کرشمہ ربانی دیکھو کہ صبح سب سے پہلے لوگوں کی نظریں جس پر پڑیں وہ جمال جہانتاب چہرہ محمدی ﷺ تھا لیکن رحمت عالم نے قبول نہ کیا کہ اس شرف سے تنہا بہرہ ور ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو قبائل دعویدار ہیں سب کا ایک ایک سردار انتخاب کر لیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک چادر بچھا کر حجر اسود کو اس میں رکھ دیا اور سرداروں سے کہا کہ چادر کے چاروں کونے تھام لیں اور اوپر کو اٹھائیں، جب چادر موقع کے برابر آگئی تو آپ ﷺ نے حجر اسود کو اٹھا کر نصب فرما دیا"[11]

آپ ﷺ کی حسن تدبیر نے قبیلوں کے اختلاف کو اتحاد و اتفاق میں بدل دیا اور بہت بڑی خونی لڑائی سے لوگوں کو بچا لیا یہی خانہ کعبہ اور حجرا سود تا قیامت اُمت مسلمہ کے لئے اتحاد و توحید اللہ کی علامت رہے گا۔

جب رسول اللہ ﷺ سے قریش کی مخالفت اس درجہ بڑھی کہ وہ اُنکی جان کے درپہ ہو گئے اور اُنکے قتل کا منصوبہ بنایا تو حکم الٰہی کے مطابق آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ مدینہ کے ارد گرد دیگر قبائل کے ساتھ یہود کے تین بڑے قبیلے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ آباد تھے اور مضبوط برج اور قلعے بنا لیے تھے۔ مال و متاع میں مضبوط اور سودی کاروبار کے ماہر تھے۔ انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج جو مدینہ میں آباد تھے باہم لڑائی جھگڑا کرتے رہتے تھے۔ اُن میں جو آخری معرکہ (جنگ بعاث) ہوا تو انصاریوں کا زور بالکل ٹوٹ گیا تھا یہود اس مقصد کو پیش نظر رکھتے تھے کہ انصار باہم کبھی متحد نہ ہونے پائیں۔ اوس و خزرج جو پہلے مشرک و بت پرست تھے، آپ ﷺ کی تعلیمات کو قبول کر

ناشروع کر دیا تھا۔اوس و خزرج کے انصاریوں نے جو پہلے ہی سے کمزور تھے آپ ﷺ کی مدینہ آمد کو اپنے لئے اعزاز سمجھا۔ مدینہ آمد کے فوراً بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے انصاریوں اور مہاجرین کو دینی بھائیوں کے رشتہ اخوت میں جوڑ دیا اور ارد گرد کے یہود قبائل سے ایک معاہدہ کیا جس میں مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات کو واضح اور منضبط کرنے کی کوشش کی ابتداء میں بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ اس میں شامل نہیں تھے، بعد میں وہ بھی داخل معاہدہ ہوئے۔

"اس معاہدہ میں جو شرائط درج تھیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا اب بھی قائم رہے گا۔

۲۔ یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہو گی اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

۴۔ یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

۵۔ کوئی فریق قریش کو امان نہ دے گا۔

۶۔ مدینہ پر کوئی حملہ ہو گا تو دونوں فریق باہم ایک ہوں گے "[12]

میثاق مدینہ غیر مسلم اور مسلم طاقتوں کے درمیان پہلا ضابطہ اتفاق ہے جسکے ذریعے آپ ﷺ نے باہمی اختلافات کو ختم کر کے مدینہ اور اطراف کے علاقوں میں امن وامان قائم کیا اس معاہدہ میں مسلمانوں اور یہودیوں کے مشترکہ مفادات کو نکتہ اتفاق بنایا گیا اور دونوں فریقین میں برابری کی بنیاد ڈالی گئی۔اب وہ بیرونی طاقتوں خصوصاً قریش کی دشمنی اور چڑھائی کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو گئے۔

اصح السیر میں اس معاہدہ کی بابت درج ہے۔

"اس میں وضاحت تھی کہ اب آئندہ آپس کے تعلقات کیسے ہونگے مسلم کا غیر مسلم سے یہود کا غیر یہود سے انصار کا مہاجرین سے مہاجرین کا انصار سے ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلے سے برتاؤ کیا ہو گا اور کس کے حقوق کیا ہونگے ؟ اس دستاویز میں یہودیوں کو اپنے مذہب پر رہنے کا پورا اختیار دیا گیا ان کی جائیداد اور اموال سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا فتنہ فساد کا پورا اسدباب کیا گیا، مدینہ کے تحفظ کے لئے مل کر کام کرنے کی شرائط واضح کی گئیں "[13]

تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے مذہبی اختلاف، حصول دولت یا ذاتی جاہ و جلال کی خاطر یہودیوں، مشرکوں، عیسائیوں اور منافقوں سے لڑائی نہیں کی بلکہ جب کبھی غیر مسلموں نے مسلمانوں پر چڑھائی و قتل وغارت کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنے دفاع کی غرض سے ان کا دلیرانہ مقابلہ کیا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفار مکہ نے نبی کریم ﷺ کو اپنے ہی شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی تو غم و غصے کے باوجود آپ ﷺ نے تدبر و تحمل سے کام لیا اور کفار مکہ سے ایک معاہدہ طے ہوا جس کی اہم شرائط یہ تھیں۔

۱۔ مسلمان اس سال بغیر عمرہ کے لوٹ جائیں گے۔

۲۔ اگلے سال آئیں گے اور تین دن رکیں گے۔

۳۔ ہتھیار ساتھ نہیں ہونگے تلواریں وہ بھی نیام میں ساتھ ہونگی۔

۴۔ مکہ میں جو مسلمان مقیم ہیں اُن کو مسلمان اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتے نہ پناہ دیں گے، اور جو مسلمان مکہ میں رہنا چاہے اسے نہ روکیں گے۔

اگرچہ صلح حدیبیہ کی شقیں مسلمانوں کے لئے افسردگی کا باعث بنیں اور بظاہر یہ تاثر مل رہا تھا کہ مسلمان کافروں سے دب رہے ہیں لیکن معاہدے کی دس سالہ مدت بہت دور چند سالوں میں اسکے ایسے نتائج ظاہر ہوئے کہ کفار مکہ معاہدہ توڑنے پر مجبور ہو گئے۔ معاہدے کی یہ شق کہ مکہ سے بھاگنے والے مسلمانوں کو مدینہ میں پناہ نہ دی جائے گی مکہ والوں کے حق میں بری ثابت ہوئی۔ مکہ میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھائے جاتے تو وہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ سے امان کے خواہش مند ہوتے اور آپ ﷺ نہ چاہتے ہوئے بھی وعدہ کے مطابق انہیں واپس لوٹا دیتے، اس طرح یہ مسلمان سمندر کے کنارے جنگلوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو جاتے، یہاں مسلمانوں کی ایک جماعت بن گئی جو مکہ سے آنے جانے والے تجارتی قافلوں پر حملے کر کے مال و متاع چھین لیتے اور اس پر اپنی گذر اوقات کرتے اس طرح مکہ میں معاشی بحران نے قحط کی صورت حال پیدا کر دی۔ مکہ والوں کی طرف سے معاہدہ کی عہد شکنی کی خبر سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی جانب قدم بڑھائے اور بغیر جنگ کیے اسلام سے اختلافی جنگیں کرنے والوں کو دین اسلام پر جمع کر لیا۔ مکہ کیا فتح ہوا جیسے سارا عرب متحد ہو گیا۔

عرب سے باہر غیر مسلموں سے صلح اور اسلام کے دعوت ناموں کا ایک طویل سلسلہ تاریخ کے اوراق پر درج ہے جن کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اختلافات کو کم از کم کرنے کی کوشش کی مثلاً حاکم ایلہ سے مصالحت اس طرح فرمائی۔

زاد المعاد میں علامہ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں حاکم ایلہ کو محمد ﷺ نے یہ مکتوب لکھ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ اللہ اور محمد ﷺ کی طرف سے جو نبی اور اللہ کے رسول ہیں یحنہ بن رویہ اور اہل ایلہ کیلئے امان نامہ ہے۔ اہل ایلہ کی کشتیاں اور سواریاں خواہ وہ خشکی میں ہوں یا سمندر میں اللہ اور محمد ﷺ کی حفاظت اور ذمہ میں ہیں اور اہل شام اہل یمن اور اہل سمندر میں سے جو لوگ بھی اُن کے ساتھ ہوں گے (اُن کے لئے بھی یہ امان نافذ ہے) البتہ ان میں سے اگر کسی نے کوئی شرارت کی تو اسکا مال اسکی جان کے عوض بچاؤ نہ کر سکے گا اور جو بھی اُسے حاصل کرلے گا اسی کا مال ہوگا اور جس گھاٹ پر ذمی آتے ہیں یا جس راہ پر چلتے ہیں یا جس سمندر اور خشکی میں اُن کی آمد ہے اُس سے انہیں روکنا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں"[14]

نجران سے ایک مسیحی وفد بات چیت کی غرض سے مدینہ منورہ آیا تو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے باوجود آپ ﷺ نے انہیں مسجد میں اپنی عبادت کرنے اور قیام کی اجازت دی اور گفت شنید کے بعد یہ معاہدہ طے ہوا کہ:

"نجران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں ان کا مذہب ان کی زمینیں ان کا مال ان کے حاضر وغائب قافلے اور اُن کے قاصد اللہ اور اسکے رسول کی ضمانت میں ہیں ان کی موجودہ حالت میں تغیر نہیں کیا جائے گا نہ ان کے حقوق میں دست اندازی کی جائے گی نہ کوئی اسقف راہب نہ کوئی گرجا کا منتظم اپنے عہدے سے ہٹایا جائے گا اور جو کچھ کم یا زیادہ ان کے قبضے میں ہے اسی طرح رہے گا۔ ان کے حقوق کے مطالبے میں ان سے انصاف کیا جائے گا، نہ فوجی خدمت لی جائے گی نہ اُن کو ظلم کرنے دیا جائے گا اور نہ ہی ان پر ظلم کیا جائے گا"[15]

غیر مسلموں سے اتحاد و صلح کرتے ہوئے آپ ﷺ ان کے بنیادی حقوق، مذہب، معاش، مال و متاع پر کبھی حاوی ہونے کی کوشش نہیں کی نہ کوئی ایسی شق رکھی جس سے ان پر ظلم ثابت ہوا گرچہ ذمیوں سے جزیہ طلب کیا لیکن اسکی مقدار و شرائط اتنی کم و آسان تھیں کہ ذمیوں پر اسکا کچھ بوجھ نہ ہوتا تھا۔ اسکے بدلے آپ ﷺ نے ان کے محافظ وامان دینے والے بن جاتے یہ ہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کا حسن سلوک دیکھ کر اختلاف رکھنے والے غیر مسلم اور غیر مسلم ذمی جوق در جوق دائرہ اسلام میں آتے گئے۔

جب رسول اللہ ﷺ نصرانی، یہودی، صابی، مجوسی و مشرک سلاطین کو اسلام کے دعوت نامے بھیجتے تو اُنکی اور اسلام کی مشترکہ باتوں کو زیادہ زور دے کر بیان کرتے اُن میں اللہ کی توحید، محمد ﷺ کی رسالت، آخرت کی وضاحت اور نیک اعمال کی دعوت کا پروانہ ہوتا۔ یہ تمام نکات ان کے مذاہب میں بھی موجود ہیں لیکن تحریف و تبدل کا شکار ہو چکے تھے جبکہ انکی درستگی پر زور دینا آپ ﷺ کا مقصد اولین تھا۔

حبشہ کے فرمانروا اصحم نجاشی کے نام آپ ﷺ نے دعوت نامہ اسلام بھیجا جس میں درج تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے نجاشی اصحم بادشاہ حبش کے نام ہے۔ تجھ پر سلامتی ہو میں پہلے اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ملک، قدوس، سلام، مومن اور مہیمن ہے اور ظاہر کرتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اللہ کی مخلوق اور اُس کا حکم ہیں جو مریم بتول عفیفہ کی طرف بھیجا گیا اور انہیں عیسیٰ علیہ السلام کا اس سے حمل ٹھہر گیا۔ خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کو روح اور نفخ سے اسی طرح پیدا کیا جیسا کہ آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ اور نفخ سے پیدا کیا تھا۔ اب میری دعوت یہ ہے کہ تو خدا پر، جو اکیلا اور بلا شرکت غیر ہے ایمان لے آ اور ہمیشہ کی فرمانبرداری میں رہ کر میری اتباع کر اور میری تعلیم کا سچے دل سے اقرار کر کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔۔۔ نجاشی! تم تکبر چھوڑ دو کیونکہ میں تمہیں اور تمہارے دربار کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔۔۔۔ میری نصیحت مان لو۔ سلام اُس پر جو سیدھی راہ پر گامزن ہے۔[16]

سلطنت روما کے ہرقل کو اسلام کا دعوت نامہ منجانب رسول اللہ ﷺ ان الفاظ میں پیش کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط اللہ کے بندے اور اسکے رسول کی طرف سے بادشاہ روم کی طرف ہے۔ اس شخص پر سلام جو ہدایت کی اطاعت کرے۔ اسکے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی دعوت میں بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کرو گے تو بچ جاؤ گے اور تمہیں دوہرا ثواب ہو گا اور اگر تم منہ پھیر و گے تو تمام رعیت کا گناہ تم پر ہو گا اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات مان لو جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یعنی یہ کہ ہم تم سب خدا کے سوا

کسی کی پرستش نہ کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم سے کوئی کسی کو سوا خدا کے پروردگار بنائے۔ پس اگر اہل کتاب اس سے اعراض کریں تو تم کہہ دینا کہ اس بات کے گواہ رہو کہ ہم خدا کی اطاعت کرنے والے ہیں"[17]

مقوقس والی اسکندریہ و مصر کے نام آپ ﷺ دعوت اسلام کے ایک مکتوب میں اس طرح فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے بندے اور اُس کے رسول محمدؐ ﷺ کی جانب سے مقوقس بادشاہ قبط کی طرف سلام ہو۔اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اماً بعد: پس میں تجھ کو دعوت اسلام دیتا ہوں اسلام لے آ۔۔۔اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہم تم میں مشترک ہے سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور آپس میں ایک دوسرے کو خدا اور رب نہ بنالیں سوائے خدا کے، پس اگر نہ مانیں تو کہہ دو کہ اہل کتاب گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں"[18]

غرضیکہ آپ ﷺ نے تقریباڈھائی تین سو خطوط (جو تاریخ میں درج ہیں) لکھے ہر پیغام رسالت میں دین کی مشترکہ باتوں کو باہمی اختلافات ختم کرنے کا جواز بنایا اور اصل مقصد حیات نیکی کی طرف رغبت، بدی سے چھٹکارے کی ہدایت فرمائی۔

تہذیب و تمدنی اختلاف بعض اوقات فتنہ وفساد کا سبب بن جاتا ہے ہر قوم اپنی تہذیب و تمدن کو دوسری قوموں سے برتر جانتی ہیں اور دوسروں کو کمتر اور ہمیشہ ایک دوسرے پر حاوی ہونے اور سبقت لے جانے کی کوشش کرتی ہیں تمدنی اختلاف کو بھی رسول اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ نے مٹانے کی کوشش کی۔

مولانا شبلی نعمانی مقالات شبلی کے مضمون میں لکھتے ہیں کہ

"آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین نے تمدن اور معاشرت کی متعلق غیر قوموں کی بہت سی باتیں پسند فرمائیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجتہ اللہ البالغہ میں نہایت تفصیل کے ساتھ اصلاح رسومات پر ایک مضمون لکھا ہے، اس میں ایک موقع پر وہ تحریر فرماتے ہیں کہ انبیاء اور پیغمبر کا یہ طریقہ تھا کہ کھانا پینا، لباس، تعمیرات، آرائش خرید و فروخت وغیرہ کے متعلق وہ ان معمولات پر نظر ڈالتے تھے، جو ان کی قوم میں پہلے سے جاری تھے اگر وہ معقول ہوتے تھے تو بحال خود رہنے دیتے تھے اور جن باتوں میں کسی قسم کی برائی ہوتی تھی ان کی اصلاح کرتے تھے"[19]

رسول اللہ ﷺ نے بھی بعض مواقع پر دوسری قوموں کی تمدنی رواج کو اپنایا۔

"غزوہ احزاب میں جب قریش نے بڑے سروسامان سے مسلمانوں پر چڑھائی کی تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایران میں یہ دستور ہے کہ جب دشمن کی تعداد زیادہ ہوتی ہے تو خندق کھود کر پناہ لیتے ہیں آنحضرت ﷺ نے اس مشورے کے مطابق خندق تیار کرائی اور عربی زبان میں خندق کا لفظ اول اسی وقت استعمال ہوا۔۔اسی طرح منجنیق اور دبابہ جو لڑائی کے آلات ہیں، عرب میں مستعمل نہ تھے، لیکن فارس اور یونان میں اس کا عام رواج تھا سب سے پہلے طائف کے محاصرہ میں جناب رسول ﷺ ایک رومی

نژاد صحابی کے اشارہ سے اس کا استعمال کیا"[20]

"لباس کی متعلق یہ تو ظاہر ہے کہ جناب رسول ﷺ نے کوئی خاص لباس اختیار نہیں کیا تھا۔ بلکہ جاہلیت میں جو لباس مستعمل تھا وہی اسلام میں بھی باقی رہا لیکن زیادہ تفتیش سے ثابت ہوتا ہے کہ مجوسیوں اور عیسائیوں کی بہت سی چیزیں اختیار کر لی گئی تھیں، عرب میں پاجامہ کا مطلق وجود نہ تھا یہی وجہ ہے کہ عربی زبان میں اس کی لئے کوئی لفظ نہ تھا۔ عرب میں جب اس کا استعمال ہوا تو فارسی لفظ ''شلوار'' کو معرب کر کے ''سر دال'' بنالیا اور وہی لفظ آج تک مستعمل ہے "[21]

"آنحضرت ﷺ اکثر معاشرت کی باتوں میں یہود کے ساتھ اتفاق فرماتے اور ان کی مذہبی توقیر قائم رکھنا چاہتے تھے اہل عرب کی عادت تھی کہ بالوں میں مانگ نکالتے تھے۔ بخلاف اس کے یہودی بالوں کو یوں ہی چھوڑ دیتے' آنحضرت ﷺ بھی یہودیوں کی موافقت کرتے۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو دیکھا یہودی عاشورہ کہ دن روزہ رکھتے تھے آپ ﷺ نے بھی حکم دیا کہ لوگ عاشورہ کا روزہ رکھیں۔ کسی یہودی کا جنازہ گزرتا تو آپ ﷺ تعظیما کھڑے ہو جاتے "[22]

مندرجہ بالا امثال سے ظاہر ہے کہ مذہبی اختلاف کی صورت میں دنیاوی مشترکہ غرض میں اتحاد سیرت النبی ﷺ سے ثابت ہے جیسے غیر مسلموں کے ساتھ کھیل (کشتی، نیزہ بازی) کے مقابلے، حلال اشیاء کی تجارت اختلاف میں اتفاق کے راستے ہیں۔

صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف رائے کی اجازت اور اس رائے میں اتفاق و بہتری کے نکات پر امت مسلمہ کو جمع کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔ اگرچہ یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جب ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی رائے کو مان لیا جاتا اور دوسرے کی رائے کو چھوڑ دیا جاتا تو اُن کے درمیان ناراضگی، غم وغصہ کے عناصر ظاہر نہ ہوتے۔ بلکہ دوسرا پہلے کی بات پر متفق ہو جاتا۔

"جب اسیر بدر کا معاملہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو اُن سے حسن سلوک کی ہدایت دی، اور دیکھ بھال کے لئے صحابہ میں تقسیم کر دئے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ اِن کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ قتل کر دیا جائے اور مسلمان خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اعزا کو قتل کریں، آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند فرمائی اور فدیہ لے کر سب کو رہا کر دیا، جو لوگ ناداری کی وجہ سے فدیہ ادا نہ کر سکتے تھے تو ان میں سے جو لوگ لکھنا جانتے تھے ان کے متعلق حکم ہوا کہ دس دس لڑکوں کو لکھنا سکھا دیں "[23]

آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات کو مانا اور اسیر بدر کو فدیہ لے کر چھوڑا گیا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی رائے میں اختلاف ہوا اگرچہ ہر صحابی کی رائے اپنی اپنی جگہ درست ہوتی لیکن سب سے بہتر رائے پر رسول اللہ ﷺ عمل پیرا ہوتے۔ لہذا عہد رسالت میں ہی مثبت اور صحت مند اختلاف کی بنیاد خود آپ ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے۔

"صحابہ کا عام طرز عمل یہی تھا کہ نص کی عدم موجودگی میں اجتھاد سے کام لیتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کر دیتے اور جیسے ہی نص قرآنی یا حدیث نبوی ﷺ سے اپنے موقف کے خلاف کوئی بات ملتی تو رجوع کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں کرتے۔ اس اجتھاد میں بسا اوقات ان کے

درمیان باہم اختلاف رائے ہو جاتا"[24]

"غزوات ذات السلاسل میں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو جنابت کا عذر لاحق ہو گیا۔ان دنوں شدید سردی تھی تو انھوں نے تیمم کر کے لوگوں کو نماز پڑھا دی، مگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہ کو ان کے اس عمل سے اختلاف تھا۔ چنانچہ جب وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی بارگاہ نبوی ﷺ میں شکایت کی کہ انہوں نے ہمیں حالت جنابت میں نماز پڑھا دی۔آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اے عمرو تم نے لوگوں کو حالت جنابت میں نماز پڑھا دی؟"[25]

انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ اس وقت قرآن کی یہ آیت میرے دل میں آئی

"ولا تقتلو انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما"[26]

ترجمہ: اور تم اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے

اس پر نبی اکرم ﷺ مسکرائے اور انہیں کچھ نہیں کہا۔

"ایک موقع پر دو صحابہ کرام کو ایسا عارضہ پیش آیا تو انہوں نے ایسے ہی نماز پڑھ لی، بعد ازاں ان میں سے ایک نے دوبارہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کر لیا، مگر دوسرے صحابی نے نماز کا اعادہ نہ کیا تو نبی کرام رضی اللہ عنہ نے اعادہ نہ کرنے والے کو فرمایا: ''تم نے سنت واجبہ کی پیروی کی ہے اور دوسرے سے فرمایا تمہارے لیے دوہرا اجر ہے"[27]

حکومت وقت کو شورائیت کا درس دین اسلام سے حاصل ہوا اور قرآن مجید حکمران کو حکم دیتا ہے کہ اپنے فیصلے مشورے سے کرے

"وشاورھم فی الامر(ج) فاذ اعزمت فتوکل علی اللہ"[28]

ترجمہ: اور ان سے معاملات میں مشورہ کر پھر تو عزم کرے تو خدا پر توکل کر۔

حکم الٰہی کے مطابق آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے حکومتی و دیگر معاملات میں مشاورت فرماتے ہر صحابی رضی اللہ عنہ مختلف آراء پیش کرتے اور آپ ﷺ غور وخوص کے بعد ایک فیصلہ فرماتے یہاں تک کے تمام اصحاب کی رائے ایک ہو جاتی۔

اگر باہمی اختلاف کے خاتمے کو سیرت النبی ﷺ رضی اللہ عنہ کے آئینے میں دیکھا جائے تو یہ عکس واضح نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ظاہری باہمی تفریق وفکری معیار کو ثانوی حیثیت دی فروعی عناصر سے زیادہ اصل اصولوں پر زور دیا۔آپ ﷺ نے ایمان، اعمال صالح، صبر، درگزر اور فکر وتدبر کی ترکیب کیمیا سے اختلاف کو مثبت پیرائے میں مرتب کیا اسطرح کے ذاتی، نسلی طبقاتی گروہی، قومی، تمدنی مذہبی اور ہم مذہبی ہر قسم کے اختلاف وتنازع کو اپنی حکمت و دانائی سے اتفاق واتحاد میں بدل دیا، اگرچہ اس راہ میں آپ ﷺ کو سخت مزاحمت ومخالفت کا سامنا کرنا پڑا، مشرکین منکرین ومنافقین اسلام نے آپ ﷺ کے مشن کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں لیکن آپ ﷺ نے نہ صرف انکی مخالفتوں کا دفاع فرمایا بلکہ اپنے اسوۂ حسنہ اور تدابیر سے انہیں متاثر کیا یہی وجہ تھی کہ بڑے سے بڑے سخت دشمن بھی آپ ﷺ کے زیر سایہ ہو گئے۔

سورۃ البقرہ آیت نمبر 136 اللہ کا فرمان ہے

ترجمہ: "یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کیئے گئے موسیٰ و عیسیٰ اور عطا کئے گئے باقی انبیاء پر اپنے رب کے پاس سے، ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں"[29]

کفار اور مشرکین عرب و عجم اپنے بزرگوں اور الہامی کتب کے ذریعے اس حقیقت کو سورج کی روشنی کی طرح جانتے تھے کہ جن انبیاء و رسل کا حوالہ امی عربی رسول ﷺ دے رہے ہیں وہ قصے کہانیوں کے کردار نہیں ان کی اپنی الہامی کتابوں میں درج ان کے بزرگوں کے نام تھے اور رسول امی کی زبان سے ان کا ذکر اور تعلیمات کی دہرائی کا سننا بذات خود سچائی کی دلیل ہے۔

قرآن کریم میں گذشتہ اقوام پر آنے والی کتابوں اور رسولوں کا ذکر ظاہر کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے کسی انہونی، انجانی اور ان دیکھی دعوت حق کی اشاعت شروع نہیں کی بلکہ ماضی میں نازل کردہ الہامی عقائد کی تصدیق و تجدید اصلاحی لہجے میں ڈھال کر پیش کی تھی۔

"تاریخی لحاظ سے یہ دعوت انسانی معاشرے میں قدیم ترین دعوت ہے،انسانی ضمیر ہمیشہ اس تحریک کے عمومی خدوخال سے پوری طرح آگاہ، انداز بیاں سے واقف اور اس کے طرز عمل سے باخبر چلا آیا ہے۔البتہ یہ معاملہ توفیق الٰہی پر مبنی ہوتا ہے کہ بھٹکا ہوا انسان آغوش مادر کی طرف لوٹتا ہے یا قسمت کے دھکے اسے کسی اور سمت دھکیل کر لے جاتے ہیں۔ یہ دعوت پوری انسانیت کو چاہے وہ سفید ہو یا سیا، سرخ ہو یا زرد جغرافیائی حدبندیوں سے بالاتر ہو کر آدم کے بیٹوں کی حیثیت سے یکساں سطح سے مخاطب کرتی ہے اور ان میں قطعی کوئی فرق نہیں کرتی۔ یہ انسان کی فطرت کی آواز ہے وحدت انسانیت، وحدت کائنات اور وحدت الہ دعوت اسلامی کا معروف نعرہ ہے"۔[30]

مشترکہ عقائد و نظریات کی اہمیت اور اہم وجوہات کل اقوام عالم کے لیے غور کرنے کے بات یہ ہے کہ الہامی مذاہب میں دنیا کی شروعات سے لیکر ختم نبوت تک ہر دور اور ہر قوم کے لئے مشترکہ عقائد کا پیغام کیوں پیش کیا گیا؟

1: کل افراد و اقوام ایک رب تعالی کی تخلیق اور ایک آدم کی نسل ہیں۔

2: اللہ تعالی کے نزدیک تمام انسان ایک جیسے ہیں صرف انسانوں کے تقوی کی بنیاد پر بنی نوع انسان محترم و عزت دار ہے۔

3: کل ارواح انسانی روز ازل ہی اللہ تعالی کی ربوبیت کا اقرار کر چکی ہیں۔

4: ہر فرد بنیادی انسانی ضروریات و فطرت میں بالکل ایک جیسا ہے۔

5: تمام انسان عالم ارواح سے دنیا میں آتے ہیں اور آخرت کی طرف جائیں گے لہذا ان کے راستے اور منزلیں مشترکہ ہیں۔

6: اللہ تعالی نے ہر قوم کے ہر فرد کو فکر و عمل میں منفی و مثبت قوتوں کے اختلاف کے ساتھ پیدا کیا، تاکہ اسی فکر و عمل کے استعمال سے اسکی جانچ کی جاسکے۔ کیونکہ اللہ کی نظر میں تمام انسان برابری کا درجہ رکھتے ہیں لہذا اسی برابری کے تحت کل انبیاء اور کل کتب سماویہ کو بنیادی عقائد اور نیکی و بدی کے معیار کی ایک جیسی تعلیمات کے ساتھ لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا یہ ہی عدل کا تقاضہ ہے

7: دنیاوی معاملات میں زیادہ سے زیادہ ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔

8: اقوامی تہذیب و تمدن کے اختلافی مسائل میں متفقہ سوچ ابھارنے کے لئے مشترکہ عقائد و نظریات کو مد نظر رکھتے ہوئے حل ڈھونڈا جا سکے۔

9. انسانی زندگی کو آسان ترین بنانے کے لیے اسلامی اصول ضوابط پیش کیے گئے۔

سورۃ آل عمران آیت 64 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قل یا ھل الکتب تعالو الی کلمته سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله ط فان تولوا فقولوا شھدوبانامسلمون"[31]

ترجمہ: تم فرماؤ: اے اہل کتاب (یہودیوں اور نصرانیوں) ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے۔ یہ کہ نہ عبادت کریں مگر اللہ کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو ربّ نہ بنالے اللہ کے سوا پھر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

ہر اختلاف میں ایک نکتہ اتفاق ہوتا ہے۔ اختلاف قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اختلاف کی پسندیدگی اسوقت تک ہے جب تک وہ اختلاف جھگڑا اور کشت خونی کی رہنمائی نہ کرے۔ اہل کتاب اور مسلمانوں میں نکتہ مشترک یہ ہے کہ وہ اسی ایک اللہ کو مانتے ہیں۔ جس نے ان پر انبیاء مقرر فرمائے اور کتابیں نازل کیں نیکی کی راہ دکھائی اور بدی سے روکا، اگرچہ مشترکہ نبی محمد ﷺ کو نہ ماننے پر اہل کتاب کو غیر مسلم تسلیم کیا جاتا ہے۔ مشرکین و کفار مکہ اور مسلمانوں میں قدر مشترک یہ بھی ہے کہ وہ سب انسان تھے۔ اور دین اسلام انسانی حقوق کی ترویج کو اولیت دیتا ہے۔ اعزاز انسانیت بھی ایک نکتہ مشترک ہے۔ مسلم اور اہل کتاب رسالت، آخرت، ملائکہ اور آسمانی کتاب کو مانتے ہیں۔ تاہم ان میں نظریاتی فرق ہے۔

جب تک کم از کم قدر مشترک پر اتفاق نہیں ہو گا، اس وقت تک انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے مشترکہ کام نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایجنڈا آپ کا ہو اور تعاون ہم آپ سے کریں یا ایجنڈا ہمارا ہو اور تعاون کے لئے آپ مجبور ہوں اگر کوئی ایک فریق مجبور ہے تو وہ تعاون نہیں ہے۔ اور جب آزادانہ تعاون نہیں ہے تو مشترکہ کام نہیں ہو سکتا اور جب مشترکہ کام نہیں ہو سکتا تو نتائج نہیں نکل سکتے انسانیت کے لئے مشترک نتائج تب نکل سکتے ہیں جب ہر فریق کی طرف سے ایک قابل احترام اور مشترکہ آزادانہ تعاون ہو۔ مشترکہ آزادانہ تعاون کم سے کم مشترک ایجنڈے پر ہو سکتا ہے۔

بنیادی عقائد کی مشترکہ تعلیمات میں سب سے زیادہ اہمیت لاالہ الااللہ کو حاصل ہے۔

عمران لیاقت حسین اپنی کتاب رومی و اقبال در حکمت قرآن میں لکھتے ہیں

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ لاوالا میں غواص کے گوہر مراد پانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بتان وہم گمان کو پاش پاش کر کے عقل و خرد کی

وضع کی ہوئی حدودِ زماں و مکاں سے ماوراپرواز کرتے ہوئے لاالہ الااللہ کے عالم لاہوت میں محو مستغرق ہو جائے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ میں عارف مرد کو ایک نکتہ بتاتاہوں کہ قوموں کے لئے لاسراپا جلال ہے، الاجمال، لااور الاکائنات کا بہترین محاسبہ ہے لاوالا کے اعجاز سے کائنات کادروازہ کھلتاہے۔ ہر دواس جہاں "کن" کی تقدیر ہیں۔ اس کن کی حرکت سے تولا پیدا ہوتا ہے اور سکون سے الاجب تک رمز لاالہ ہمارے ہاتھ نہ آجائے غیر اللہ کے بند کو ہر گز نہیں توڑا جاسکتا"[32]

تکبر انسان کی منفی قوت ہے اور تکبر شیطان کی خاص خاصیت ہے جبکہ عاجزی انسانیت کی پہچان ہے۔ عاجزانسان مانتاہے کہ وہ جو کچھ بھی ہے، اسکی جو بھی صلاحیت ہے اس کے رب کی عطاہے۔ یہ عجز آدم اور بنی آدم کی فطرت کا حصہ ہے جو عقیدہ توحید سے جڑ جائے تو بندہ خدا اپنی پہچان تک پہنچ سکتاہے۔ بقول علامہ اقبال منزل خودی پر بندہ "میں اور تو" کی وہ گفتگو کرتا ہے جس میں انا نہیں فنافی اللہ ہونے کے بعد اس کا ہر عمل احکام الٰہی کا پابند ہو جاتاہے۔ اب وہ کسی خطہ، قوم، نسل ورنگ، زمان ومکاں کا خلیفہ بننے کی بجائے خلیفہ فی الارض بننے کی طرف زیادہ متوجہ رہتاہے۔

آپ محمد ﷺ نے بھی دیگر انبیاء ورسل کی طرح بنیادی عقائد کا عالمی پیغام، اقوام عالم تک پہنچایا، جسے عرب وعجم کے کفار، مشرکین، یہود ونصاری بھلا چکے تھے۔ اسطرح اسکی یاداشت اور تجدید اقوام عالم کے سامنے پیش کی۔

آپ محمد ﷺ نے بھی دیگر انبیاء ورسل کی طرح بنیادی عقائد کا عالمی پیغام، اقوام عالم تک پہنچایا، جسے عرب وعجم کے کفار، مشرکین، یہود ونصاری بھلا چکے تھے۔ اسطرح اسکی یاداشت اور تجدید اقوام عالم کے سامنے پیش کی۔

References

1. Uddin. Feroze, “Feroze-ul-Lughat”, Feroze sons Karachi, 75
2. Uddin. Feroze, “Feroze-ul-Lughat,” Feroze sons Karachi, 63
3. “Al-Saqafath-ul-Islamia Al-uduwa Al-Aas”, Special Edition, Sheikh Zayed Islamic Center, University of Karachi, March 2007, 36
4. Al Quran, “Surah Al-Mayeda,” Ayyat: 48
5. Shaffi. Muhammad. Mullana Mufti, “Maruf Al Quran,” Vol:3, Al Maruf Karachi, 2007,163
6. “Al-Saqafath-ul-Islamia Al-uduwa Al-Aas, Special Edition, Sheikh Zayed Islamic Center, University of Karachi, March 2007, 15
7. Al Quran, “Surah Alaq,” Ayyat:1,2
8. Al Quran, “Suran Al Hujjarat,” Ayyat:13
9. “XI Islamiyat Compulsory”, Sindh Text Book Board Jamshuro, 97
10. Uddin. Shah Moin, “Tareekh-e-Islam,” Vol:1, Dar-ul-Ishat Karachi,30
11. Noumani. Allam Shibli. Mullana, “Seerat Un Nab(SAW)” Vol:1, Dar-ul-Ishat Karachi,2004,124
12. Noumani. Allam Shibli. Mullana, “Seerat Un Nabi(SAW Asshasree),” Vol:3, Dar-ul-Ishat Karachi,2004,185
13. Abul Rauf. Abu al Barkaat Haleem. Mulana, “Assa Al Seer,” Vol:1,Tahir Sons Karachi,1423, 8
14. Qaem. Allama Hafiz Abne , “Zadul Maad,” Vol:3, Trans by Syed Raees Ahmed Jaffery, Nafees Academy Karachi,1967, 43
15. “Al-Saqafath-ul-Islamia Al-uduwa Al-Aas, Special Edition, Sheikh Zayed Islamic Center, University of Karachi, March 2008, 6

16. Qureshi. Muhammad Siddique, "Rasool Akram (PBUH) ki Siyast Kharja," Sheikh Ghulam Ali and Sons Limited Karachi,1987, 36
17. Qureshi. Muhammad Siddique, "Rasool Akram (PBUH) ki Siyast Kharja," Sheikh Ghulam Ali and Sons Limited Karachi,1987, 40,41
18. Qureshi. Muhammad Siddique, "Rasool Akram (PBUH) ki Siyast Kharja," Sheikh Ghulam Ali and Sons Limited Karachi,1987, 43
19. Nadwi. Mulana Syed Suleman, "Muqalat Shibli," Vol:1, National Book Foundation,1989, 16
20. Nadwi. Mulana Syed Suleman, "Muqalat Shibli," Vol:1, National Book Foundation,1989, 166
21. Nadwi. Mulana Syed Suleman, "Muqalat Shibli," Vol:1, National Book Foundation,1989, 167
22. Noumani. Allam Shibli. Mullana, "Seerat Un Nab(SAW)," Vol:1, Dar-ul-Ishat Karachi,2004, 243
23. Uddin. Shah Moin, "Tareekh-e-Islam," Vol:1, Dar-ul-Ishat Karachi,2007, 49
24. "Al-Saqafath-ul-Islamia Al-uduwa Al-Aas, Special Edition, Sheikh Zayed Islamic Center, University of Karachi, 25
25. "Al-Saqafath-ul-Islamia Al-uduwa Al-Aas, Special Edition, Sheikh Zayed Islamic Center, University of Karachi, 39, 40
26. Al Quran, "Surah Al Nisa," Ayyat: 29
27. "Al-Saqafath-ul-Islamia Al-uduwa Al-Aas," Special Edition, Sheikh Zayed Islamic Center, University of Karachi, 40
28. Al Quran, "Surah Aly Imran," Ayyat: 159
29. Al Quran, "Surah Al Bakra," Ayyat: 136
30. Gilani. Syead Asad, "Rasool Akram (SAW) Ke Hikmat Inqalab," Tarjuman Al Quran, 2005, 70
31. Al Quran, "Surah Aly Imran," Ayyat: 64
32. Hussain. Imran Liaquat, "Rumi O Iqbal Dar Hukmat Quran," Maqtabe Hammedia Karachi,1986, 291